

عدالتِ عظمیٰ پاکستان
(اختیارِ سماعت اپیل)

حاضر:

جناب جسٹس مشیر عالم، جج
جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

دیوانی عرضداشت نمبر ۳۸۰/۲۰۱۴
(اپیل بخلاف حکم فاضل عدالت عالیہ لاہور مورخہ ۲۰۱۲-۱۲-۱۷ برنگرانی دیوانی نمبر ۰۳/۱۲۴۳)

مسماۃ منظور بیگم (مرحومہ بذریعہ وارثان بازگشت (درخواست دہندہ)
بنام
مسماۃ فتح بی بی وغیرہ (جواب کنندہ)

منجانب سائلین: سردار محمد اسلم، ایڈووکیٹ عدالتِ عظمیٰ
منجانب مسئول علیہ: جناب فیض احمد، اے۔ جندراں، ایڈووکیٹ عدالتِ عظمیٰ
تاریخ سماعت: ۲۶ اپریل ۲۰۱۶ء

فیصلہ/حکم آخر

جسٹس دوست محمد خان:

بذریعہ حکم مورخہ ۲۰۱۴-۲-۲۰ جس کی بنیاد حکم عدالت ہذا ۲۰۱۳-۷-۱۱ پر بنیاد ہے۔ جس میں
درج مندرجہ ذیل اہم قانونی نقاط درج کئے گئے۔ اپیل ہذا دائر کرنے کی اجازت عطا کی گئی۔
نقاط درج ذیل ہیں۔

۱۔ ”چونکہ کیپٹن غلام رسول (مرحوم) اور مسماۃ منظور بیگم (مرحومہ) کے
درمیان کوئی خونی رشتہ موجود نہ تھا تو کیا ایسی صورت میں اتنے بڑے رقبے کو
حبہ میں دینا قابلِ فہم ہے۔

۲۔ کیا مسئول علیہ نے واقعہ کو کسی قابل قبول یا ناقابل تردید

شہادت سے ثابت کیا ہے جب کہ ہبہ کے انتقال کے ایک گواہ کو شہادت

کے لئے پیش ہی نہیں کیا گیا جب کہ دوسرے گواہ نے متضاد بیان دیا ہے۔“

۲۔ ہم نے فاضل وکلاء فریقین کے مفصل دلائل سنے۔ شہادت برنٹل کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور اسی طرح عدالت ابتدائی سے لے کر عدالت عالیہ کے فیصلوں کو بھی قانون کی نظر سے پرکھا۔

۳۔ موجودہ تنازعہ کا مختصر خلاصہ/پس منظر یوں ہے کہ مسماۃ منظور بیگم (مرحومہ) موضع مدراس والا تحصیل حافظ

آباد میں ۱۶۴ کنال ۱۳ مرلے رقبہ کی مالک تھی جس نے اپنے حین و حیات میں مبینہ طور پر بذریعہ انتقال نمبر ۵۵

مورخہ ۱۹۷۰-۰۹-۱۲ بحق کیپٹن غلام رسول (مرحوم کوہبہ کر دیا۔ مذکورہ کیپٹن غلام رسول (مرحوم) ۱۹۷۱ء کی

مشرقی پاکستان کی جنگ میں شہید ہوئے اور یوں اس کی انتقال وراثت نمبر ۷۸ بحق وارثان بازگشت/مسئول علیہم

تصدیق ہوا۔

۴۔ جب مسماۃ منظور بیگم (مرحومہ) کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے انتقال نمبر ۵۵ مورخہ ۱۹۷۰-۰۹-۱۲

کے خلاف کلکٹر/ریونیو افسر بالا کے پاس نظر ثانی کی درخواست دائر کی تاہم اس کو ہدایت کی گئی کہ معاملہ پیچیدہ

نوعیت کا ہے لہذا وہ عدالت دیوانی سے رجوع کرے۔ جس کے بعد انہوں نے دعویٰ برائے ڈگری استقراریہ و

دخل یا بی بابت زمین متدعو یہ مورخہ ۱۹۷۲-۰۱-۲۶ کو داخل کیا۔ جس میں انہوں نے فریادی بن کر کیپٹن غلام

رسول (مرحوم) پر دھوکہ دہی، جعل سازی کے الزامات عائد کئے اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ اس نے نہ تو زمین

متدعو یہ کیپٹن غلام رسول (مرحوم) کو ہبہ کی ہے اور نہ ہی وہ تصدیق انتقال کے وقت حاضر تھی، نہ ہی انہوں نے کوئی

انگوٹھا انتقال پر ثبت کیا ہے۔

۵۔ کیپٹن غلام رسول (مرحوم) کے وراثہ بازگشت نے جواب دعویٰ میں قانونی اور واقعاتی نکات پر دعویٰ

مدعیہ کی تردید کرتے ہوئے تکرار کیا کہ سب کچھ منظور بیگم مرحومہ کی مرضی سے ہوا ہے۔ عدالت ابتدائی نے قانونی

غلطی کا ارتکاب کرتے ہوئے انتقال ہبہ برہنی دھوکہ دہی اور جعل سازی کا ثبوت منظور بیگم مدعیہ پر ڈالا۔ اور اسی

پس منظر میں ارتقاب غلطی دہراتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مدعیہ معقول شہادت پیش کرنے میں ناکام رہی اور یوں

عدالت نے مروجہ قانون کی غلط تشریح کرتے ہوئے اس کا دعویٰ خارج کیا اور اسی غلط اصول کو دہراتے ہوئے ضلعی

عدالت اپیل نے بھی اس کی اپیل خارج کر دی۔

جب نگرانی بعدالت عالیہ لاہور دائر کی گئی تو اس وقت کے فاضل جج نے بروئے حکم مورخہ

۱۹۹۰-۰۶-۲۶ کو اس بات کا سختی سے نوٹس لیا کہ اہم ترین تنقیح بابت ہبہ غیر قانونی طور پر مدعیہ مرحومہ منظور بیگم

پر برائے ثبوت رکھا گیا جس کی بناء پر دونوں ماتحت عدالتوں نے شہادت کی بھی غلط تشریح کرتے ہوئے انصاف

کے تقاضے پورے نہ کئے۔ جس سے نا انصافی کی سرزدگی ہو چکی تھی۔ لہذا مقدمہ عدالت ابتدائی کو واپس کیا گیا اور ہدایت دی کہ اس تنقیح کا بار ثبوت مدعا علیہم پر رکھا جائے۔

اگرچہ بعد از ریمانڈ عدالت ماتحت نے اس تنقیح کا بار ثبوت عدالت عالیہ لاہور کے حکم کی ایفانہ کرتے ہوئے دوبارہ غلط طور پر فریقین پر برابر تقسیم کیا نتیجتاً عدالت ابتدائی اور پھر ضلعی عدالت اپیل نے اپیل مدعیہ خارج کی۔

۶۔ ان دونوں عدالتوں کے فیصلہ جات کے خلاف نگرانی بعدالت عالیہ لاہور دائر کی گئی تاہم فاضل جج عدالت عالیہ نے بھی مسلمہ قانونی نظائر اور اصول قانون کو بالائے طاق رکھ کر نگرانی اس وجہ سے خارج کی کہ دونوں عدالتوں کے فیصلے متفقہ ہونے کی وجہ سے نگرانی کے اختیارات محدود ہوتے ہوئے ان کو منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔
مفصل اور باریک بینی سے مثل کا جائزہ کیا گیا۔ شہادت بر مثل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرحوم کیپٹن غلام رسول اور مرحومہ منظور بیگم کے درمیان خونی رشتہ تو درکنار ان کا دور کارشتہ بھی ثابت نہیں ہوتا جس کو بنیاد بنا کر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکے کہ منظور بیگم مرحومہ اس رشتے کے ناطے ہبہ کرنے پر راغب ہو گئی تھی۔

دوسرا اہم ترین نقطہ جس کا عدالتی نوٹس لینا لازمی ہے وہ یہ ہے کہ اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے کیپٹن مرحوم غلام رسول کے ورثاء نے اپنے جواب دعویٰ میں دو متضاد مدعا ہائے بیان کئے۔ پہلا یہ کہ مدعیہ نے بخوشی اور بقائم حوش و حواس ہبہ درست طور پر بحق مرحوم کیپٹن غلام رسول کیا تھا اور تصدیق انتقال کے وقت وہ موجود تھی اور اس کا پس منظر یوں بیان کیا کہ ہبہ دہندہ اور ہبہ گیریندہ دونوں کے درمیان گھروں میں آنا جانا تھا اور اچھے تعلقات قائم تھے۔ جب کہ اس کے عین برعکس ایک متضاد مدعا لیا گیا کہ مرحوم کیپٹن غلام رسول اس اراضی کا اصل مالک تھا جس نے اپنی ہی رقم سے زمین خریدی تھی اور چونکہ وہ آرمی میں ملازم افسر تھا اس لئے اُس نے یہ اراضی مسماۃ منظور بیگم مرحومہ کے نام بے نامی طور پر درج کی تھی۔

قانون کے نقطہ نظر سے پہلی اور دوسری مدعا مسئول علیہم آپس میں شدید اور ناقابل اصلاح حد تک شدید ٹکراؤ کی کیفیت پیدا کرتی ہیں اور دونوں ایک ساتھ قانون کی نظر میں ناقابل پذیرائی، ناقابل رفتار اور ناقابل قبول ہیں۔ مزید یہ کہ اس نقطے پر کسی قسم کی کوئی شہادت فراہم نہیں کی گئی کہ مرحوم کیپٹن نے واقعتاً یہ اراضی اپنی رقم سے خریدی، اس کا انتقال اس کے نام کب کیا گیا اور یہ اراضی کس سے خریدی۔ لہذا جواب دعویٰ میں محض اس قسم کا مدعا لینے سے معقول شہادت کی عدم موجودگی میں اس کو کسی قسم کی تقویت ازراہ قانون نہیں دی جاسکتی۔

۷۔ جہاں تک ہبہ مبینہ کا تعلق ہے اس سے قبل کہ شہادت پیش کردہ کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے ہم ایک مسلمہ اور ناقابل تردید اصول قانون جو کہ ایک صدی پر محیط ہے اس سلسلے میں چند عدالتی نظائر کا جائزہ ضرور لینا چاہیں گے جو کہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ بمقدمہ بعنوان نور محمد وغیرہ بنام مسماۃ عظمت بی بی (۲۰۱۲ء سپریم کورٹ ماہانہ نظر ثانی رسالہ، بر صفحہ ۷۳۱۳) میں اس اصول کو واضح طور پر اجاگر کیا گیا ہے کہ اس قسم کے سودے میں جس میں ایک طرف پردہ نشین، دیہاتی اور بالکل ان پڑھ خاتون جو کہ اپنی جائیداد فروخت یا ہبہ کرنا چاہتی ہو اور دوسری طرف کافی خواندہ اور وسائل سے بھرپور مرد ہو اور سودا مبینہ کا فائدہ سو فیصد اسی کو جاتا ہو تو از روئے قانون اُسی پر لازم ہے کہ اس سودے کے اصل حقائق انتقال و جمع بندی میں انداج سے قطع نظر سودا کے بیع یا ہبہ کو انفرادی طور پر ناقابل تردید شہادت سے ثابت کرے اور جو پابندیاں اصول قانون نے اس سلسلے میں لگائی ہیں اور جو تحفظ ان پڑھ دیہاتی خاتون کو حاصل ہے ان تمام شکوک و شبہات منسلکہ کو ناقابل تردید شہادت کے ذریعے مکمل اور واضح طور پر دور کرے۔ محض تصدیق انتقال اور جمع بندی میں تازہ اندراج قانون کی نظر میں ناکافی اور ناقابل عمل ہے۔ یہی اصول (۲۰۰۴ سپریم کورٹ ماہانہ نظر ثانی رسالہ فیصلہ از صفحہ ۱۰۴۳)، (۲۰۱۰ سپریم کورٹ ماہانہ نظر ثانی رسالہ فیصلہ بر صفحہ ۷۱۳۰) اور (۲۰۰۸ سپریم کورٹ ماہانہ نظر ثانی رسالہ فیصلہ بر صفحہ ۸۵۵) میں پوری قوت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح (۲۰۱۲ سپریم کورٹ ماہانہ نظر ثانی رسالہ فیصلہ بر صفحہ ۱۲۵۸) مقدمہ بعنوان سید شریف الحسن بنام حافظ محمد امین وغیرہ مزید وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور یہ لازمی قرار دیا ہے کہ بوقت سودا بیع یا ہبہ اس قسم کی عمر رسیدہ ان پڑھ اور دیہاتی خاتون کو بروقت اپنے قریبی رشتہ دار جو کوئی متضاد مقاصد نہ رکھتا ہو کی رائے اور مکمل مدد حاصل ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ اس قسم کے سودے کی مضمرات، نقائص اور متوقع انجام سے باخبر اور آگاہ کر سکے۔ اس قسم کے عدالتی نظام عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کا وسیع ذخیرہ جو کہ ان زریں اصولوں پر مبنی ہے نظام کی کتابوں میں موجود ہے جس سے کوئی بھی قابل فہم شخص خصوصاً قانون دان یا انصاف کے منصب پر فائز منصف حضرات کسی صورت میں پہلو تہی نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ ایسا کرنا ایک صدی پر محیط قانونی

نظارے سے انحراف کرنے کے مترادف ہوگا۔“

۸۔ یہاں پر یہ امر یقیناً قابل ذکر ہے کہ مبینہ ہبہ کے وقت کوئی معتبر اور قابل یقین گواہ موجود نہیں تھا نہ ہی کسی نے ایسی شہادت دی ہے۔ مزید یہ کہ مسماۃ منظور بیگم کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں باحیات تھیں جن کی موجودگی میں اس ساری جائیداد سے اُن کو محروم کرنے کی نہ کوئی معقول وجہ بیان کی گئی نہ ارضی و سماوی حقائق اس قسم کے فعل کو انسانی عقل اور دلیل کے ترازو میں تولنے کے بعد قابل یقین سمجھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کا عمل کسی معقول وجہ کے بغیر انسانی فطرت اور روزمرہ کے افعال کے بالکل متضاد ہے اور کوئی انسانی عقل اس امر کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی۔

۹۔ مندرجہ بالا قانونی اور واقعاتی حقائق کو تھوڑی دیر کے لئے اگر ایک طرف رکھا جائے پھر بھی مبینہ ہبہ کرنے کا واقعہ کسی صورت شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ شہادت میں مسئول علیہم نے اس وقت کے تحصیل دار جس نے تنازعہ انتقال ہبہ تصدیق کیا تھا کو شہادت کے لئے پیش کیا۔ لیکن اس نے واضح اور واضح الفاظ میں برملا کہا کہ وہ منظور بیگم کو نہ پہلے سے جانتا تھا اور نہ بوقت تصدیق انتقال وہ اسے شناخت کر سکا کیونکہ وہ برقعہ اوڑھے ہوئے تھی اور گواہان/شناخت کنندگان نے ان کو بتایا کہ وہی منظور بیگم تھی۔ اس میں سے ایک اہم ترین گواہ کو جو علاقہ کا معتبر اور صاحب حیثیت شخص تھا کو بلا وجہ اور بلا عذر شہادت کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔ جب کہ دوسرے گواہ کا بیان ناقابل فہم اور بطور شہادت معقول اور مناسب کسی طور پر نہیں پایا جاتا کیونکہ اس کو بھی کسی اور خاتون نے جس کے گھر میں مبینہ منظور بیگم تشریف رکھے ہوئے تھی نے بتایا کہ وہ منظور بیگم ہے اور وہ برقعے میں وہاں سے آ کر تصدیق انتقال کے لئے حاضر ہوئی۔ مزید یہ کہ اسی گواہ نے واضح طور پر اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ بوقت تصدیق انتقال وہ کمرہ تحصیل دار میں موجود نہیں تھا بلکہ باہر صحن میں کھڑا تھا۔ اس سارے ماجرے میں اہم کردار مرحومہ کے ایک بیٹے بشارت، جو کہ واضح طور پر وہ ہبہ گیریندہ مرحوم کیپٹن غلام رسول سے اس کارستانی میں برابر کا شریک ہے، نظر آ رہا ہے کیونکہ بوقت اندراج انتقال وہ پٹواری حلقہ تعینات تھا اگر واقعتاً وہ منظور بیگم کا خیر خواہ تھا تو اس کا گواہ بننے کی بجائے وہ مخالف فریق کا گواہ نہ بنتا۔ اسی طرح وہ منظور بیگم کو بوقت مبینہ ہبہ معقول اور قانونی نظائر پر مبنی مفید مشورہ دیتا اور تصدیق انتقال کا گواہ بننا دوسرے ورثاء میں سے کسی کو یا دیگر قریبی رشتے داروں کو گواہ کے طور پر بلا کرتا سیدی گواہان بنا دیتا تا کہ واقعہ ہبہ کا انتقال ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ لہذا تینوں عدالت ہائے ماتحت کے معزز جج صاحبان نے اس گواہ کی شہادت کو غیر ضروری اور قانونی نظائر کے برعکس فوقیت دے کر قانونی غلطی کا ارتکاب کیا اور یہی وجہ تھی کہ وہ عین غلط نتیجے پر پہنچے اور انصاف کے تقاضے قطعاً طور پر پورے نہ کئے جاسکے جس سے اپیل کنندگان کی یقیناً حق تلفی ہوئی ہے جس کو درست کرنا عدالت ہذا کا فریضہ اول بن جاتا ہے۔ تاکہ کسی بھی طرح کی بے انصافی کا کوئی احتمال باقی نہ رہے۔ نیز یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسماۃ منظور بیگم مرحومہ

نے اراضی کے خریدنے اور اپنی جیب سے قیمتِ اراضی ادا کرنے کے علاوہ بائع کا نام بھی صراحت و تفصیل سے بیان کی ہے جسکو جرح میں کسی طور پر جھٹلایا نہیں جاسکا۔ اگرچہ اس تنقیح کا بار ثبوت از روئے اصولِ قانون فریق مخالف پر تھا لیکن منظور بیگم مرحومہ نے فراہم کردہ شہادت سے شہادت مخالف فریق کو ناقابلِ یقین اور جھوٹا ثابت کیا ہے۔ چونکہ عدالتِ عالیہ لاہور کے معزز جج صاحب نے ان بنیادی قانونی اصولوں کو یکسر نظر انداز کرنے کے علاوہ شہادت بر مثل درست طریقے اور باریک بینی سے جائزہ نہ لے کر قانونی غلطی کا ارتکاب کیا ہے جس سے انصاف کے اصولوں کی مکمل نفی ہوتی ہے لہذا متذکرہ فیصلہ عدالتِ عالیہ بھی قانون کی نظر میں ناقابلِ پذیرائی ہے۔

لہذا بوجہ بالا عدالتِ ابتدائی کا فیصلہ مورخہ ۲۰۰۱-۱۱-۱۲ عدالتِ ضلعی اپیل کا فیصلہ مورخہ ۲۰۰۲-۱۱-۰۲ اور معزز عدالتِ عالیہ کا فیصلہ مورخہ ۲۰۱۲-۱۲-۱۷ چونکہ انصاف کے تقاضوں اور شہادت بر مثل کے عین برعکس ہونے کی بناء پر قابلِ بحالی نہیں ہے جن کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ لہذا اپیل ہذا بمعہ خرچ منظور کی جاتی ہے اور دعویٰ مدعیہ کو جس طرح اس میں استدعا کی گئی ہے ڈگری کیا جاتا ہے۔

جج

جج

اسلام آباد، ۲۶ اپریل ۲۰۱۶ء

{وسیم}

(اشاعت کے لئے منظور)